خواجہ اُویس قرنی
صَحابی یا تابعی ؟

تالیف

مُفسرِ اعظمِ پاکستان، شیخ الحدیث، مُفتی

ابُو الصالح مُحمّد فیض احمد اُویسی

رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

ناشر

حلقۂ اُویسیہ، رضویہ، ملتان

اشعارِ اُویسیہ (فارسی)

پیش کردہ...... محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

خواجۂ ما حضرت اُویس قرن
ہمارے خواجہ (مرشد) قرن کے حضرت اویس ہیں

عاشقِ مصطفےٰ و حبیب ذوالمنن
مصطفیٰ اور احسان والے ربّ کے حبیب کے عاشق ہیں

فیضِ او عام است در عالم بطون
آپ کا فیض عام ہے بطان کی دنیا میں

نام او بَر اَوج است در زُمرۂ لا یحزنُون
آپ کا اسم گرامی اولیاء اللہ کے زمرہ میں اوج پر ہے

ما ہمہ ریزہ خوار از فیضِ لیغمائے او
ہم سب آپ کی نعمت کے خوانچہ (خوان) پر نیاز مندر ہیں

واین چنین فرمان آمدہ از مصطفائے او
اور ایسا ہی فرمان آپ کے مصطفیٰ سے آیا ہے

ایں اُویسی اَدنیٰ غلامست از غلامان او
یہ اُویسی آپ کے غلاموں میں سے ایک ادنیٰ غلام ہے

بے پایاں اُمیدوار داز فیضانِ او
آپ کے فیضان سے نہ ختم ہونے والی اُمید رکھتا ہے

عزوجل ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ☆ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ عزوجل ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ☆ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عزوجل ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ☆ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ عزوجل ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ☆ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وجۂ تالیف

عزیزم محمد سہیل صاحب اُویسی نے کراچی (بابُ المدینہ) سے اِطلاع بھجوائی کہ یہاں چند اہل علم نے سوال اُٹھایا ہے کہ سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورنبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس کو پایا تو پھر زیارت کیلئے کیوں نہ آئے؟ والدہ کی خدمت بھی بڑی سعادت ہے لیکن درجۂ صحابیت حاصل نہ کرنا معمولی بات نہیں۔ اگر چہ وہ حضرات سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں لیکن علمی اُلجھن میں ہیں، انہوں نے فرمایا کہ آپ ہی یہ گتھی سلجھائیں۔ فقیر کی مصروفیات کے نہ صِرف احبابِ اہلسنّت معترف ہیں بلکہ غیر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ ہمارے **سلسلہ اُویسیہ** کے سرتاج کے متعلق ہے اسی لئے اپنی اِستطاعت کے مطابق کچھ لکھ رہا ہوں خدا کرے اُلجھنیں دُور ہوں اور فقیر اور ناشر کیلئے سرمایۂ آخرت اور عوام اہل اسلام کیلئے مشعلِ راہِ ہدایت ثابت ہو۔

آمین بجاہِ حبیبہ امام الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح **محمد فیض احمد اویسی** رضوی غفرلہٗ

۲۵ ذیقعد ۱۴۲۶ھ ☆ بروز چہار شنبہ (بدھ) ☆ ۱۲ بجے دن ☆ بہاول پور، پاکستان

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ' و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

جیسے سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس ایک عجوبۂ روزگار ہے یونہی آپ کے اکثر حالات کو بھی عوام بلکہ بہت سے پڑھے لکھے عجیب وغریب بنا دیتے ہیں۔ بالخصوص پندرھویں صدی میں اور عجیب ترین سننے میں آرہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامی کوئی شخص نہیں، صرف ہوائی آدمی کا نام اُویس مشہور ہوگیا ہے (معاذ اللہ) کوئی کہتا ہے آپ کی دندان شکنی من گھڑت کہانی ہے، کوئی کہتا ہے کہ آپ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے مدینہ طیبہ حاضر بھی نہیں ہوئے، کوئی کہتا ہے کہ آپ کے متعدد مزارات کی کہانی بھی ایک لا (یعنی بے کار) خیال ہے، کوئی کہتا ہے کہ آپ کے فضائل کی اکثر احادیث موضوع (یعنی وضع کردہ) ورنہ ضعیف ضرور ہیں بالخصوص حدیث: انی لا جد نفس الرحمٰن من قبل الیمن مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن عزّ وجل کی خوشبو آتی ہے۔ تو بالکل ہی ناقابلِ سند ہے۔

بعض کہتے ہیں آپ تابعی ہوکر روایانِ حدیث سے نہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو فرماتے ہیں کہ اویس قرنی غیر ثقہ (ضعیف) راوی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ جبّہ شریف والی روایت بھی بے اصل ہے (معاذ اللہ) طرفہ یہ کہ یہ فضولیات اُن حضرات سے منقول ہیں جو عاشقانِ اولیاء کا دم بھرتے ہیں اور اپنی انا کا مسئلہ بنا کر ضدی بھی بلا کے ہیں اور ہمارے جیسے گدایانِ اُویس رضی اللہ عنہ کے حوالے یا دلائل پیش کرتے ہیں تو جواب نہ بنے پر وہابیوں، دیوبندیوں کی طرح بے پرواہی سے کہہ دیتے ہیں یہ حوالے ضعیف وغیر معتبر ہیں بعض تو ایسے بددماغ ہیں کہ کہہ اُٹھتے ہیں کہ یہ حوالے شیعہ مذہب کی رعایت میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

فقیر نے اجمالی جوابات اپنی تصنیف **ذکرِ اُویس** (مطبوعہ: مکتبہ اُویسیہ رضویہ، بہاولپور) میں اور تفصیلی جوابات کیلئے مستقل رسائل لکھے ہیں اس رسالہ کی تالیف کا سبب میرے عزیزم محمد سہیل اویسی کراچی (باب المدینہ) ہیں جو الحمد للہ فقیر کی تصانیف وتالیفات کی اشاعت میں صوفی محمد مختار احمد اویسی صاحب (بہاولپور) وصوفی محمد بلال اُویسی (ملتان) ودیگر احباب کی طرح سرگرم ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم الامین

وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۵ ذیقعد ۱۴۲۶ھ

تعارف افضل التابعین راس عاشقین المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں نہ صرف اہلسنّت بلکہ شیعہ لوگ بھی آپ سے جان پہچان بلکہ عقیدت رکھتے ہیں۔ صرف اس لئے نہیں کہ آپ عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صاحبِ کمال بزرگ ہیں بلکہ اس لئے کہ غزوۂ صفین میں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہ صرف طرفدار تھے بلکہ اسی غزوہ میں شہید ہوئے فقیر کی آپ کے تعارف میں دو تصنیفیں ہیں صغیر بنام حالات وواقعات اُویس قرنی (مطبوعہ: قطب مدینہ پبلشرز، کراچی) اور کبیر بنام ذکرِ اویس (مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور) تین سوصفحات پر مشتمل ہے۔یہاں خزینۃ الاصفیاء سے آپ کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

سیّدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کے بعد سرِ دفتر اولیاء اللہ رحمہم اللہ حضرت سہیل یمنی المعروف اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسمِ گرامی آتا ہے آپ کی فضیلت کیلئے یہ دلیل بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ آپ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشق جانباز تھے۔آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار پُر انوار کے بغیر اور خدمت اقدس میں حاضر ہوئے بغیر ہی دولتِ ایمان اور عظمتِ اسلام حاصل کی۔

فضائل

حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسا اوقات یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے، انی لا جد نفس الرحمٰن من قبل الیمن [1] مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن عزّ وجل کی خوشبو آتی ہے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن حضرت اُویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شکل میں ستر ہزار فرشتوں کا مجمع آپ کو اپنی جلو میں لے کر جنت میں داخل ہوگا تاکہ اس عاشق نبی کو کوئی پہچان نہ سکے۔

عدم حاضری کی وجہ

شہزادہ داراشکوہ اپنی تصنیف سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ آپ کا اسمِ گرامی اویس تھا۔نجد کے قبیلہ قرن سے تعلق رکھتے تھے۔آپ دو وجود کی بنا پر اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے ایک تو آپ کی والدہ ماجدہ ضعیف تھیں۔آپ اُن کی خدمت میں حاضر رہتے۔دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں غلبۂ حال اور غلوب الاحوال رہتے۔ ضروریاتِ زندگی شتربانی سے پوری کرتے۔جو کچھ کماتے والدہ کی خدمت میں لا رکھتے، جو بچ جاتا غریبوں میں بانٹ دیتے۔

---

[1] اس حدیث کو امام بخاری نے تاریخ کبیر میں حدیث نمبر:۱۹۹۰ پر (۴/۷۰)، اور امام بزاز نے اپنی مسند میں حدیث نمبر:۳۷۰۲ پر (۹/۱۵۰)، امام طبرانی نے مسند الشامیین میں حدیث نمبر:۱۰۸۳ پر (۲/۱۴۹)، اور امام طبرانی ہی نے اپنی معجم کبیر میں حدیث نمبر:۶۳۵۸ پر (۷/۵۲) نقل کیا ہے۔

دندان شکنی

آپ نے جنگِ اُحد میں آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دانت مبارک کی شہادت کی خبر سنی تو تفصیل معلوم نہ کر سکے کہ کون سا دانت شہید ہوا تھا۔ غلبہ محبت میں اپنے سارے دانت توڑ ڈالے۔

ملاقات عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رحلت سے پہلے حضرت علی اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وصیت فرمائی کہ میرا مرقع (جبہ) میرے اُویس قرنی کے پاس لے جانا اور میرا اسلام پہنچانا اور میری اُمت کیلئے دعا طلب کرنا کیونکہ اُویس کی دعا میری اُمت کیلئے مقبول ہوگی۔ جب آپ لوگ یمن میں جائیں گے تو اویس کو شتر بانوں (اونٹ کے ہانکنے والوں) کے درمیان بیٹھا پائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، دونوں قبیلہ قرن میں گئے لوگوں سے پوچھا کہ آپ لوگوں میں نجد کا رہنے والا کوئی شخص ہے اس کا نام اویس ہے لوگوں نے بتایا، ہاں ایک دیوانہ آدمی عام لوگوں سے علیحدہ بیٹھا رہتا ہے۔ وادیٔ عرنہ میں شتر بانی کرتا ہے۔ دونوں حضرات وادی عرنہ میں پہنچے، دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں اور آپ کے اونٹوں کی نگہبانی پر فرشتے مامور ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قدموں کی آواز آپ کے کانوں میں آئی تو آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا۔ جواب میں کہا، وعلیکم السلام یا اصحاب و ابنائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دونوں حضرات اُویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرقع مبارک دیا اور اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے دعائے مغفرت طلب کی۔ تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرقع اُٹھایا، چوما اور سربسجود ہوگئے اور روتے ہوئے کہنے لگے، اے اللہ تیرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مرقع اس وقت تک نہیں پہنوں گا جب تک اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ بخشی جائے، تیرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ کام میرے ذمہ لگا دیا ہے۔ غیب سے آواز آئی، اتنے ہزار افرادِ اُمت تمہارے لئے بخش دیئے گئے۔ اویس نے کہا، میں تو سب کی مغفرت کا طلب گار ہوں۔ آواز آئی اتنے ہزار مزید بخش دیئے گئے مگر آپ اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ آواز آئی، تمہاری التجا پر اتنی امتِ محمدیہ بخش دی گئی جتنی تعداد میں بنی ربیع اور بنی مضر (قبیلوں) کی بکریوں کے بدنوں کے بال ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب ۲، حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ، ص ۷۔ مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

حضرت اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بشارت پا کر سجدے سے اُٹھے۔ مرقع پہنا اور حضرت علی اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ کی رحمت سے آگاہ کیا۔ یاد رہے کہ بنی ربیع اور بنی مضر ایسے قبائل تھے جو کوفہ میں لا تعداد بکریوں اور بھیڑیوں کے مالک تھے۔ یہ بھیڑ بکریاں اپنے بالوں کی کثرت کی وجہ سے سارے عرب میں مشہور تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے اتنی تعداد میں اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بخش دی۔

ملاقات ہرم بن حبان تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ فرماتے ہیں، جب میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال سن کر کوفہ پہنچا۔ان سے ملاقات کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ دوپہر کے وقت میں نے انہیں دریائے فرات کے کنارے وُضو کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے انہیں پہچان لیا اور سلام کیا۔انہوں نے جواب دیا، وعلیکم السلام۔میں نے آگے بڑھ کر دست بوسی کرنی چاہی تو انہوں نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا۔ پھر فرمایا حیاك اللّٰه یا هرم یعنی اے ہرم اللہ تجھے عمر(طویل) دے۔تم یہاں کیسے آئے ہو اور مجھے کیسے پہچانا؟ میں نے بتایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے۔پھر ہرم بن حبان نے عرض کیا کہ آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیسے جانا۔آج سے قبل ہم لوگوں نے کبھی باہم ملاقات نہیں کی؟ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،علیم وخبیر ربّ نے مجھے بتادیا جس کے علم میں کائنات کی ہر چیز ہے میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا ہے کیونکہ مومنوں کی ارواح ایک دوسرے سے متعارف ہوتی ہیں۔ میں نے کہا اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرصہ آپ کے زیرِ سایہ گزاروں۔ آپ نے فرمایا، جاؤ اور اللہ کے ذکر کے سائے میں رہو۔ میں نے گذارش کی کوئی نصیحت فرمائیں،فرمایا جب سونے لگو تو موت کو اپنے سرہانے خیال کرو۔ جب اُٹھو تو اپنے سامنے کھڑی پاؤ۔تم جانتے ہو تمہارے والد فوت ہوئے۔حضرت آدم،حوّا،نوح ابراہیم،موسیٰ،داؤد علیہم السلام اور میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی موت کے ہاتھوں اللہ عزّ وجل کے پاس پہنچے ہیں۔حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو خلفاء رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے،فوت ہوگئے ۔ میں نے یہ بات سن کر کہا، اللہ عزّ وجل آپ پر رحم فرمائے ۔کیا امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوگئے ہیں؟ آپ نے فرمایا، مجھے اللہ عزّ وجل نے خبر دی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کردیئے گئے ہیں۔بعد میں جب میں مدینہ پہنچا تو مجھے اس خبر کی تصدیق ہوگئی۔

کرامت

ایک ایسا وقت آیا کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین روز تک کھانے کو کچھ نہ ملا۔ چوتھے روز آپ باہر نکلے تو راستے میں سونے کا ایک دِینار پڑا پایا۔آپ نے نہ اُٹھایا اور صحراء و بیابان کی طرف نکل گئے اور چاہا کہ درختوں کے پتوں سے پیٹ بھریں۔ صحراء میں ایک بکری کو دیکھا کہ منہ میں ایک روٹی دبائے آپ کی طرف دوڑی چلی آرہی ہے۔آپ کے سامنے آکر رُک گئی۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ یہ بکری غالباً اپنے مالک کی روٹی اُٹھا لائی ہے اس کے منہ سے روٹی کھینچنا اچھی بات نہیں بکری نے زبانِ حال سے کہا، میں اللہ عزّ وجل کے بندوں میں سے ایک ہوں یہ روٹی آپ کیلئے لائی ہوں۔آپ نے منہ سے روٹی پکڑی تو بکری اسی وقت غائب ہوگئی۔

شہادت

کشف المحجوب میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر کے آخر دِنوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملے کچھ دن آپ کی خدمت میں رہے پھر جنگِ صفین میں شریک ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیرِ قیادت شہادت کے مرتبہ کو پہنچے۔ بعض احباب نے آپ کیلئے قبر تیار کی۔ مگر سامی (اونچائی) کی جگہ ایک سخت پتھر آ گیا جسے کاٹنا مشکل تھا مگر غیب سے پتھر میں شگاف پڑ گیا اور آپ کیلئے لحد بن گئی۔ آپ کے کفن کیلئے کپڑے کی تلاش ہوئی جب آپ کے صندوقچے کو کھولا گیا تو کفن کا کپڑا پایا گیا، مگر اسے کسی انسانی ہاتھ نے نہیں بُنا تھا۔ اسی کفن میں آپ کو دفن کیا گیا۔

(کشف المحجوب (مترجم)، باب اصحاب صفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ص ۱۶۷۔ مطبوعہ: کاروان پریس، لاہور)

وصال

حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳ رجب المرجب ۳۲ھ کو وفات پائی۔ مگر امام عبداللہ روضۃ الریاض میں ۳۷ھ اور صاحبِ مخزالواصلین نے ۳۹ھ سالِ وصال لکھا ہے۔

تاریخِ وصال

شاہِ دورِ زمن اویس قرن	گلِ باغِ یمن اویس قرن
رفت چوں از جہاں بغر وجلال	گشت زاہد حبیب سالِ وصال
	۳۹

ہادی بود	زاہد ہادی	سرور حبیب	ہادیٔ واحد	ہادی ادیب	تاریخ ہائے وصال ہیں۔
۳۲	۳۷	۳۷	۳۹	۳۹	

(خزینۃ الاصفیاء، مصنفہ حضرت علامہ مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص ۱۴ تا ۱۷)

صحابی یا تابعی؟

اگرچہ امام شعرانی قدس سرہٗ نے آپ کو صحابیوں میں شامل کیا ہے لیکن ان کا یہ قول یا تو مدسوس ہے (یعنی لوگوں نے ان کی کتاب میں تحریف کردی ہے) یا ان کی اپنی رائے ہے۔ جمہور کے مذہب کے مطابق سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تابعی اور افضل التابعی مانتے ہیں اور یہی حق ہے اگرچہ فضیلت میں اختلاف ہے بعض نے سیّدنا حسن بصری کو بعض نے حضرت سعید بن المسیّب یا سعید بن جبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی تصریح کی ہے لیکن بعض علماء کرام نے تطبیقاً یوں فرمایا کہ بعض وجوہ میں بعض حضرات دوسروں سے افضل ہیں لیکن حقیقت یوں ہے کہ مطلقاً افضیلت برتابعین سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے اس لئے کہ آپ کے بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صراحۃً فضائل وکمالات منصوص ہیں اور بعض ایسی خصوصیات ہیں جو دوسرے تابعین حضرات کو نصیب نہیں۔ لیکن یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اس میں نزاع کی صورت پیدا ہو۔ یہی آسان صورت ہے کہ جزوی فضیلت ہر بزرگ کو نصیب ہے جزئیات سے کلی فضیلت ثابت نہیں کی جاسکتی۔

صحابی کسے کہتے ہیں؟

مسلّمات میں سے ہے کہ صحابی وہ خوش قسمت شخص ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ حیاتِ ظاہرہ بعد دعوائے نبوت ایمان کی حالت میں زیارت نصیب ہوئی ہو اور اسی پر موت آئی ہو یا اسی دور میں سرکار کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہو اور بوجہ عدمِ بصارت زیارت نہ بھی ہوئی ہو تو وہ صحابی ہے۔ ان تمام صورتوں میں سے کوئی صورت بھی سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب نہیں فلہٰذا آپ صحابی نہیں ہوسکتے بلکہ تابعی اور افضل التابعین ہیں۔

کوئی بھی صحابی نہیں

مذکورہ بالا تقریر سے مندرجہ ذیل صورتوں میں ہم کسی کو بھی صحابی نہیں مانتے:۔

- ☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں ظہور سے پہلے بے شمار حضرات نے کلمۂ شہادت پڑھا جیسے حضرت تبع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وغیرہ لیکن انہیں صحابی نہیں کہا جائے گا۔
- ☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں ظہور کے بعد تا اعلانِ نبوت جس نے بھی کلمۂ اسلام پڑھا لیکن آپ کے نبوت کے دعویٰ سے پہلے فوت ہوا تو وہ بھی صحابی نہیں۔
- ☆ زمانۂ نبوت پایا اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی حیات میں موجود بھی تھا لیکن دیدارِ ظاہری سے حصہ نہ پایا تو وہ بھی صحابہ نہیں (اگرچہ خواب میں بارہا زیارت ہوئی ہو۔)
- ☆ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے وصال کے بعد ایک بار یا بار بار خواب میں یا بیداری میں اسلام کی حالت میں زیارت نصیب ہوئی وہ بھی صحابی نہیں جیسے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بے شمار حضرات کو بیداری میں زیارتیں نصیب ہوئیں فلہٰذا انہیں بھی صحابی نہیں کہا جائے گا۔

غیر حاضری میں حاضری

۱...... یہ وہ اسرار و رموز ہیں جو محبّ جانے یا محبوب، یہاں نہ علم کی دال گلتی ہے نہ عقل کو دم مارنے کا دم ہے ؎

میاں عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبین راز آن ہم خبر نیست

۲...... احکام شرع کا اعتبار ظاہر پر ہے ورنہ جب بعض اولیاء کرام کا یہ حال ہے کہ وہ کہتے ہیں لَوْ حَجَبَ عَنِّیْ طَرْفَةَ الْعَیْنِ الخ یعنی اگر مجھ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس لحہ بھر بھی محجوب ہو تو میں کافر ہو جاؤں۔ (کذا قال ابو العباس وغیرہ من الاولیاء کاملین از شرح الشمائل للملا علی القاری رحمۃ اللہ الباری) اور شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ سرائیکی میں فرماتے ہیں ؎

الیوم بصر حدیدوے کھولی عشق قلب کلیدوے ہر وقت یار تے دیدوے

آج آنکھ کی بصارت کی تیزی کا کیا کہنا عشق نے دل کی کنجی کھول دی
اب یہ حال ہے کہ ہر وقت محبوب کے چہرے پر نگاہ ہے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام تو ان جیسے اولیاء کرام رحمہم اللہ سے بہت بلند و بالا ہے۔ فقیر کی ان چند معروضات سے اتنا تو یقین ہو گیا کہ روحانی و معنوی طور سے ہر وقت ملاقاتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے سرشار تھے اور فقیر نے بار بار عرض کیا ہے کہ مسائل و احکام شرعیہ کا ترتب ظاہر پر ہوتا ہے۔

ان معروضات کے علاوہ ایک اور استدلال ملاحظہ ہو۔

تعلیم و تربیت سے استدلال

آپ کی تعلیم و تربیت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ سیّدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اوقات دیدارِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار تھے کیونکہ اگرچہ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی لیکن سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی عقیدت و محبت کے روحانی توسّل سے نہ صرف آپ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روحانی تربیت یافتہ تھے بلکہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں آپ کو مرتبۂ محبوبیت بھی حاصل تھا۔ جیسے کہ روایت میں ہے کہ فخرِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کبھی کبھی وفورِ شوق میں اپنے پیراہن کے بند کھول کر سینہ مبارک بطرف یمن کر کے فرمایا کرتے: انی لا جد نفس الرحمٰن من قبل الیمن یعنی میں نسیم رحمت یمن کی طرف پاتا ہوں۔

بوئے جاناں مے آیداز سوئے عدن از جان پرور اُویس قرن

عدن سے محبوب کی خوشبو آتی تھی یعنی اویس قرنی جان پرور سے۔

روحانی تربیت

حضرت علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف تفریح الخاطر میں لکھتے ہیں کہ

و اعلم ایضا ان افاضۃ ارواح الکمل علی وجوہ اولها تربیتهم فی عالم الظاهر بالمشافهة و المواجهة و ثانیها بغیر رؤیة و قد تکون هذه التربیة فی زمن المربی او بعد زمن المربیٰ، **فالاول:** کتربیة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ وسلم اویسا القرنی رضی اللہ تعالیٰ عنه فی زمنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ وسلم و کتربیة جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنه الخالق ابا یزید البسطامی قدس اللہ سره السامی، **والثانی:** کتربیة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ وسلم بعد زمنه، **و ثالثها:** تربیتهم بالرؤیا و یسمون هاتین التربیتین ای الثانیة و الثالثة فیض البرکات، و **اربعها:** تربیة ارواحهم المجردة کتبریة روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ وسلم جمیع الانبیاء علیٰ نبینا و علیهم الصلوٰة والسلام و یسمون هذه التربیة الروح الخ

ترجمہ...... جاننا چاہئے کہ کامل لوگوں کی ارواح کا فیض کئی طرح سے ہوتا ہے:۔

- ☆ عالم ظاہر میں بالمشافہ تربیت کبھی مربی اپنی زندگی میں کرتا ہے اور کبھی مرنے کے بعد۔اوّل جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ کی تربیت کی
- ☆ وہ تربیت جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتقال فرمانے کے بعد فرما رہے ہیں۔
- ☆ عالمِ خواب میں تربیت۔ان میں سے دوم اور سوم کا نام فیض و برکت رکھتے ہیں۔
- ☆ ارواح مجردہ کی تربیت کرنا جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تربیت کی اس تربیت کا نام تربیتِ روح ہے۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ...... انبیاء و اولیاء (علیٰ نبینا و علیهم السّلام) کے فیوض و برکات ان ہی چاروں اقسام پر مبنی ہیں لیکن افسوس کہ آج کے دور میں بعض لوگ ان چاروں اقسام کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ ماننے والوں کو مشرک یا کم از کم بدعتی اور تو ہم پرست (وہمی) کہا جارہا ہے اور مجھے تعجب ان حضرات پر ہے جو اپنے آپ کو روحانی سلاسل سے منسلک رکھنے کے باوجود شرک کے مفتیوں کے فتاویٰ کو درخور اعتناء (یعنی با اہمیت) سمجھنے لگ گئے ہیں جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اب روحانیت سے عوام نہ صرف دور ہوتے جارہے ہیں بلکہ اس رنگ میں رنگے جارہے ہیں جس رنگ میں شرک کے مفتی (یعنی شرک کا فتویٰ دینے والے) نجد سے رنگے جاچکے ہیں۔

ظاہری غیر حاضری کے اسباب

بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سیّدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری ضروری تھی تا کہ منصب صحابیت سے نوازے جاتے لیکن آنچہ مرضیٔ مولیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ کے اِرادہ) میں یونہی تھا اسی لئے بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر نہ ہوسکے اور غیر حاضری کے اسباب بھی معقول تھے چند ایک فقیر حوالۂ قلم کرتا ہے۔

یادرہے کہ سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق متقدمین سے لے کر تا حال تین طبقات ہیں:

☆ سرے سے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود کے منکر۔ ان کا کہنا ہے کہ اویس کوئی شخصیت نہیں ہے صرف لوگوں کے اپنے خیالات کا نام اُویس ہے۔

☆ بعض حضرات آپ کے صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدعی ہیں۔

☆ حق اور صحیح یہ ہے کہ حضرت خواجہ **تابعی** اور اپنے وقت کے **غوث** اور **مستور الحال** تھے۔ اسی پر اُمت کے علماء و مشائخ کا اِجماع ہے باجوود حضور سرورِ عالم نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم زمان ہونے کے آپ کی زیارت نہ کرسکے۔ اس کی چند وجوہ ہیں ان کو ہم تفصیل سے عرض کرتے ہیں:۔

﴿۱﴾ ماں کی خدمت

اکثر علماء و مشائخ نے اپنی تصانیف میں حضرت خواجہ کا خدمتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر نہ ہونے کا سبب یہی تحریر فرمایا ہے کہ آپ کی والدہ آپ کو اپنے سے جدا نہ ہونے دیتی تھیں اور آپ دن رات ان کی خدمت و اِطاعت میں رہتے تھے۔ ان کی نافرمانی سے بہت ہی ڈرتے تھے شریعت کے حکم کے مطابق اپنی والدہ کی خدمت کو ضروری جانتے تھے۔ یہی وجہ کتب حیٰوۃ الذاکرین، لوامع الانوار فی طبقات الاخیار اور بحر الرموز وغیرہ میں لکھی گئی ہے اور کتاب نور المریدین شرح تعرف میں مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ چونکہ خواجہ اس قدر استطاعت نہ رکھتے تھے کہ اپنی والدہ کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے جاسکتے اور نہ ان کو ایک لمحہ کیلئے تنہا چھوڑ سکتے تھے اس لئے زیارت سے معذور رہے۔

ماں مانع تھی

مولانا روم قدس سرہٗ اپنی **مثنوی شریف** میں فرماتے ہیں کہ خواجہ کی والدہ ولیہ تھیں۔ ان کو خدمتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جانے سے روکا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ تجھے میری خدمت گزاری ہی کرنی چاہئے یہی تیرے حق میں بہتر ہے چونکہ خواجہ اپنی والدہ کے نہایت مطیع و فرمانبردار تھے اس لئے ان کی اطاعت ہی اپنے لئے لازمی قرار دی اور خدمتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر نہ ہوسکے۔ ویسے وہ واجب الخدمۃ تھیں ان کا سہارا سوائے آپ کے اور کوئی نہ تھا ایسی حالت میں خدمتِ والدہ فرض ہے اس حال میں جہاد، حج وغیرہ کی فرضیت بھی ساقط ہوجاتی ہے۔

خطائے بزرگاں گرفتن خطا است

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ اپنے **مکتوبات** میں تحریر فرماتے ہیں، نیت کرنے کا طریقہ نہایت مشکل بھی ہے اور لطیف بھی، ہر شخص کو نہیں آسکتا۔ صاحبِ دل جو کچھ کرتا ہے اپنی نیت کے مطابق کرتا ہے کیونکہ ہر شخص کی نیت کا اندازہ اس کے ایمان سے ہوسکتا ہے مقلد کی نیت اس کے تقلیدی ایمان کے اندازے سے اور دلیل والوں کی نیت ان کی استدلالی ایمان کے اندازے سے، عارفوں کی نیت ان کے اپنے مشاہداتی ایمان کے اندازے سے ہوتی ہے۔ تعجب یہ ہے کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اپنے اہل وعیال سب کو مکہ معظمہ میں چھوڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہجرت کر جائیں اور حضرت خواجہ صرف اپنی والدہ کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات بھی نہ کرسکیں۔ لیکن جب ان دونوں بزرگوں کی نیت پر نظر کرتے ہیں تو دونوں کی نیتیں جائز، دُرست اور صحیح ہیں اور بہت سے ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں کہ جنہوں نے احکامِ شریعت کے بعض نیک عمل کو ترک کردیا۔ صرف اس لئے کہ اس میں ان کی نیت نہیں ہوئی ہے جیسا کہ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ عنہ نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی، پوچھا تو فرمایا، میں نے نیت نہیں کی تھی۔

بزرگوں کا قول ہے کہ کسی اللہ والے کا نماز نہ پڑھنا دوسروں کے نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے کیونکہ مردانِ خدا نہیں معلوم کس وقت کس خیال میں ہوتے ہیں اور ان کے نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے میں خدا جانے کیا مصلحت ہوتی ہے ان کا حج کیلئے جانا بھی صحیح اور نہ جانا بھی صحیح خالی از علّت نہیں ہوتا ان تمام باتوں کا دارومدار نیت پر رہی ہے۔ مگر عوام الناس جن کا ہر فعل رسوم و عادات کے تحت ہوتا ہے وہ اولیاء رحمہم اللہ، انبیاء علیہم السلام کے طریقوں اور ان کی مصلحتوں کو کیا سمجھیں۔ ان کی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے یہی حال حضرت خواجہ کا ہے کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور تابعداری میں رہنا اپنے لئے ضروری سمجھتے ہوئے حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے اور آپ کی صحبت میں رہنے کی نیت ہی نہ کی ہوگی۔

﴿۲﴾ عہدۂ قطبیت مانع تھا

حضرت ملاّ علی قاری رسالہ المعدن العدنی فی فضائل اُویس القرنی (مطبوعہ: جمعیت اشاعت اہلسنّت، کراچی) میں عدم حاضری کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ (ظاہری) میں حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قطب وابدال تھے کیونکہ آپ ہی مستور الحال رہتے تھے۔

قطب کی علامت

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ قطب وغوث کے احوال کو اپنی غیرت کے سبب عوام اور خواص دونوں سے پوشیدہ رکھتا ہے اس قول کو اس حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے: اولیائی تحت قبای لا یعرفھم غیری میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں ان کو سوائے میرے کوئی نہیں پہچان سکتا۔

☆ اس حدیث کو علامہ عبدالرؤف مناوی نے التعاریف میں ذکر کیا ہے۔ (۱/۲۷۶)

خواجہ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب

ھدایۃ الاعمی میں بھی یہی لکھا ہے کہ عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتبۂ قطبیت رکھتے تھے۔

دو قطبوں کی ملاقات

علی حمزہ بن ملک بن حسن طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب جواھر الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں کہ دو قطبوں میں ملاقات نہیں ہوسکتی جیسا کہ شیخ رُکن الدین علاء الدولہ کی خواجہ عمادی سے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عصام قرنی، عم اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات نہیں ہوئی اسی وجہ سے بقول مولانا علی حمزہ کے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہوسکی۔

﴿۳﴾ غلبۂ استغراق مانع تھا

☆ حضور داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **کشف المحجوب** میں اور صاحبِ **مجالس المؤمنین** نے اور **تذکرۃ الاولیاء** میں حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ خواجہ نے جو رسولِ خدا ﷺ کی زیارت نہ کی اس کا سبب غلبہ حق تھا۔

(کشف المحجوب (مترجم)، باب اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ص ۱۶۵، مطبوعہ: کاروان پریس، لاہور۔
تذکرۃ الاولیاء (مترجم)، باب ۲، حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص ۷، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

☆ حضرت امام ربانی سیّدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حرم ناز تک جانے والے جب وہاں قدم رکھتے ہیں تو وہ خود اپنی نظروں سے اوجھل ہوجاتے ہیں۔ اس اوجھل ہوجانے کا نام فَنَا فِی اللّٰہ اختیار کیا گیا ہے اور جب حرم ناز سے واپس لوٹتے ہیں تو خود اپنے وجود کو پالیتے ہیں اور اس حال و کیفیت کو بَقَا بِاللّٰہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ (مکتوباتِ امام ربانی)

☆ حضرت ابوبکر بن اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب بخاری کلابادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب التعرف لمذہب التصوف میں لکھا ہے کہ جب کسی کو مرتبۂ فنا حاصل ہوجاتا ہے تو وہ خود کو بھی بھول جاتا ہے اور لوگ اس کو دیوانہ اور بے ہوش و بے خبر سمجھنے لگتے ہیں۔ اس لئے کہ تن پوشی اور حظِّ نفس حاصل کرنے کا مادہ اس میں سے زائل ہوجاتا ہے۔ نہ مخلوق اس کی محبت کی روادار رہتی ہے نہ اس کو ان سے مل کر راحت پہنچتی ہے چونکہ وہ اپنی ساری عقل کو مطلق یادِ حق میں متوجہ رکھتا ہے اسلئے خلق کی صحبت اور نفس کی محافظت کی اس کو قطعی پرواہ اور توجہ نہیں رہتی۔ یہ حال دیکھ کر لوگ اس کو دیوانہ یا پاگل کہنے لگتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس قسم کے مجاذیب (مجذوب کی جمع) اور دیوانے بہت ہوئے ہیں من جملہ ان کے کہ ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مغیرہ بن شعبہ کے غلام) بھی تھے۔

مسئلۂ شرع

واقعات و حالات اور اقوالِ مشائخ سے یہ ثابت ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ استغراق اور فانی الصفۃ تھے۔ یعنی آپ پر کچھ اس قسم کی حالت اور کیفیت غالب رہتی تھی کہ آپ اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتے تھے آپ اپنی تمام خواہشات کو فنا کر چکے تھے پھر اگر ایسے شخص سے حالتِ سکر (بے ہوشی) میں اور غلبۂ حال کے سبب بظاہر خلافِ شرع امور قولاً اور فعلاً سرزد ہوجائیں تو وہ سب قابلِ عفو و درگزر ہیں وہ قطعی اس میں معذور ہیں اس سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا (یہ شریعت، طریقت کا مسئلہ متفق علیہ ہے)۔

قاعدۂ اسلام

اکابر بزرگ اور کامل اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے جو کلمات (افعال و اقوال) خلافِ شرع صادر ہوئے ہیں وہ سب غلبۂ حال میں ہوئے ہیں اور نیت ان کی بخیر ہوتی ہے۔

دلیل شرع

تعرف میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کعبہ کا طواف کر رہے تھے ایک شخص نے آکر آپ کو سلام کیا

حکایت

شرح تعرف میں ایک روایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ تھے حامد دوستان ان کا نام تھا وہ ایسے مغلوب الحال تھے کہ نماز بھی ترک کر دی تھی جب کبھی انہیں نماز کیلئے کھڑا کرتے تھے تو امام کی تکبیر کہتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے اور ان کے مرتے دم تک ان کی یہی کیفیت رہی اور اسی حال میں دُنیا سے رُخصت ہو گئے۔

حکایتِ عجیبہ

مصنف لطائف نفیسیہ اپنا آنکھوں دیکھا حال لکھتے ہیں کہ ایک درویش عبدالخالق نامی ہانسی میں رہتے ہیں ان پر بھی سکر اور فنائیت اس درجہ غالب ہے کہ نماز ادا نہیں کر سکتے جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو امام کے تکبیر کہتے ہی بے ہوش ہو کر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔ سجود وقیود وغیرہ کوئی ارکانِ نماز ادا نہیں کر سکتے جب امام اور مقتدی نماز سے فارغ ہوتے ہیں اور گانے والے صحن میں بیٹھ کر گاتے ہیں اور ان کے کان میں سرور کی آواز پہنچتی ہے تو کچھ دیر کے بعد اس حالت میں فرق آنا شروع ہو جاتا ہے اور عالمِ ہوشیاری میں آجاتے ہیں۔ بعض اوقات کئی کئی نمازوں میں برابر غفلت اور بے ہوشی طاری رہتی ہے نماز کے علاوہ بھی اگر صدائے اللہ اکبر یا کوئی آیتِ قرآنی سن لیتے ہیں تو فوراً از خود رفتہ ہو جاتے ہیں پھر جب نغمہ و سرور بجایا جاتا ہے تو ہوش میں آتے ہیں ان کی بھی ساری عمر اسی حال میں ہی گزری پھر لکھتے ہیں کہ میں نے ان کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل کیا اور ان کی زبانِ فیض ترجمان سے ان کا حضرت خواجہ کی روحانیت سے فیض یاب ہونے کا تمام و کمال قصہ سنا ہے۔ انکے اوصاف ومناقب بہت ہیں۔ بخوف طوالت اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ (مزید تفصیل فقیر کی کتاب کشف الحقائق فی حالات خواجہ عبدالخالق میں ہیں)۔

سوال...... شرح تعرف میں لکھا ہے کہ انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ سب سے بالاتر ہے اور جب کوئی پیغمبر مغلوب الحال نہیں ہوا اور اس کی شریعت ساقط نہیں کی گئی تو دوسروں کو یہ کب روا ہو سکتا ہے کہ مغلوب الحال ہو کر شریعت کو ساقط کر دیں؟

جواب : ☆ عام لوگ معذور ہیں اور معذور ہونا کسی تقصیر کے سبب ہوا کرتا ہے اور انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام تقصیر سے پاک اور مُنَزّہ ہیں۔

☆ خالق اور مخلوق کے درمیان یہ حضرات انبیاء علیہم السلام سفیر ہوتے ہیں ان سے شریعت قائم ہوتی ہے یہ دوسروں کو سیدھا اور دُرست کرتے ہیں لیکن جب یہ خود ہی مستغرق ہوں گے تو دوسروں کو کیوں کر سیدھا کر سکیں گے۔

خلاصہ و فیصلہ

روایات واقوال شاہد ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں ملے تو محض اس وجہ سے کہ آپ مغلوب الحال، فانی الصفہ اور مجذوب ذات تھے۔ لہٰذا آپ پر اعتراض وطعن وحرف گیری اور عیب لگانا نامناسب اور ناواجب ہے۔

﴿٤﴾ أم الانوار

۱۱۵۸ھ میں جب (مؤلف لطائف) لاہور جا رہا تھا تو راستہ میں حضرت حافظ عبدالخالق اُویسی قدس سرہٗ کا مکان پڑتا تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوکر ان کے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوا اور اس کتاب (لطائف) کو ان کی خدمت میں پیش کیا۔ چونکہ ان کی بصارتِ ظاہری اس قابل نہیں رہی تھی کہ وہ خود پڑھ سکتے اس لئے مجھ کو فرمایا کہ تم ہی اس میں سے کچھ پڑھنا شروع کرو میں نے پڑھنا شروع کیا اور جب اس مقام پر پہنچا کہ حضرت خواجہ اپنی والدہ کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات سے محروم رہے تو فرمایا کہ ماں سے وہ حقیقی ماں جو اولادِ آدم سے ہوتی ہے مراد نہیں ہے اور جن حضرات نے یہ سمجھا ہے انہوں نے سخت غلطی کی ہے یہ ایک پوشیدہ راز ہے جو ظاہر بین حضرات نہیں سمجھ سکتے دراصل واقعہ یہ ہے کہ جب خداوند کریم نے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق[1] یعنی میں پوشیدہ خزانہ تھا مجھے اپنی پہچان کا ارادہ پیدا ہوا پس میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا، کے مطابق اپنے نورِ وحدتِ ظہور سے پیدا کیا اور دنیا کو پیدا کرنا چاہا تو اس وقت دریائے وحدت اور بحرِ نورِ مطلق جوش میں آیا اور اس میں حرکت پیدا ہوئی پھر اسی دریائے وحدت سے مثل حباب کے نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا کیا جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود فرمایا، اوّل ما خلق اللہ نوری[2] یعنی اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے چیز پیدا کی تھی وہ میرا نور تھا، اور اس نور کا نام **اُم الانوار** نوروں کی ماں رکھا۔

---

[1] اس حدیث کو امام جراحی نے کشف الخفاء میں حدیث نمبر: ۲۰۱۶ پر (۲/۱۷۳) اور علامہ عبدالمناوی نے التعاریف میں (۱/۵۶۸) نقل کیا ہے۔

[2] علامہ جراحی **کشف الخفاء** میں روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ قربان! مجھے اس چیز کے متعلق بتایئے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے قبل پیدا فرمائی؟ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی نور سے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا، پھر اس نور کو جہاں چاہتا اپنی قدرت سے پھیرتا، اس وقت نہ ہی لوح و قلم تھے اور نہ جنت و دوزخ بنے تھے، نہ فرشتے تھے، نہ آسمان نہ زمین، نہ سورج نہ چاند، نہ جن و انسان پھر اللہ تعالیٰ نے (میرے) اس نور کو چار اجزاء میں منقسم فرمایا، پہلے جزء سے قلم پیدا فرمایا، دوسرے جزء سے لوح محفوظ، تیسرے جزء سے عرش اور پھر چوتھے جزء کے مزید چار اجزاء فرمادیئے۔ پھر پہلے جزء سے حاملین عرش ملائکہ کو پیدا فرمایا اور دوسرے جزء سے کرسی، تیسرے جزء سے بقیہ تمام ملائکہ پیدا فرمائے، پھر چوتھے جزء کو چار مزید اجزاء میں منقسم فرمادیا، پہلے جزء سے آسمان بنائے، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے جنت و دوزخ بنائے پھر چوتھے جزء کو چار اجزاء میں تقسیم فرمادیا، پہلے جزء سے مومنوں کے آنکھوں کا نور پیدا فرمایا، دوسرے جزء سے مومنوں کے دلوں کا نور پیدا فرمایا جو کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور تیسرے سے ان کے اُنس کا نور پیدا فرمایا جو کہ توحید ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ بقیہ حدیث آخر تک جیسا کہ مواہب اللدینہ میں ہے۔ (۱/۳۱۱)

جس طرح ماں سے بچے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح جملہ مخلوقات اور موجودات کے انوار بھی اُم الانوار سے پیدا ہوئے جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، انا من نور اللّٰہ و المؤمن من نوری میں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور مومن میرے نور سے ہیں، اور نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نورِ مطلق سے اسی قدر اتصال ہے جس قدر بلبلہ کو دریا سے اور حقیقت میں نہ کچھ فرق ہے نہ جدائی کبھی نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حباب کی مانند بحرِ ذات مطلق میں گم اور ناپید اور کبھی اوپر جلوہ گر ہوجاتا ہے اسی طرح جب سالک تصفیہ و تزکیہ سے فارغ ہوکر اسمِ ذات میں مشغول ہوجاتا ہے اور مشغولی میں درجۂ کمال حاصل کرلیتا ہے تو اسم ذات کا نور بشری اوصاف اور طبعی کدورتوں کو پاک وصاف کردیتا ہے اور جب ذاکر اس میں محو ہوجاتا ہے اور نورِ مطلق کی شعائیں اس کے رگ و پے میں بھڑکتی ہیں تو وہ خود نور بن جاتا ہے اور اپنے مرجع اور جائے قرار میں اسی طرح سے محو اور مستغرق ہوجاتا ہے جس سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عروج کرکے نورِ حقیقی میں مل جاتا ہے اور کچھ فرق اور فصل نہیں رہتا مانند ایک قطرہ کے دریا میں اور مانند ایک ذرّہ کے آفتاب میں مل کر گم ہوجاتا ہے سالک کو اس کی جدائی کی طاقت نہیں رہتی مگر اس حالت میں جب کہ وہ ارشاد و تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہو۔

استدلال از قرآن

مضمون مذکورہ بالا کی دلیل آیاتِ ذیل ہیں:۔

کل شیٔ ھالك الا وجھه ط (الآیة) (القصص:۲۸/۸۸)

ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے (کنزالایمان)

کل من علیھا فان ۝ ویبقیٰ وجه ربك ذوالجلال و الاکرام (الرحمٰن:۵۵/۲۶،۲۷)

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے ربّ کی ذات عظمت اور بزرگی والا (کنزالایمان)

غیر حاضری کی معقول وجہ

حضرت اُویس خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کی خدمت میں رہنے کے سبب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے ظاہر ہوجاتا ہے کہ درحقیقت ماں سے مراد وہی اُمّ الانوار (نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے اور حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی نور کی شعل (روشنی) میں محو و مستغرق رہتے تھے اور اس کی جدائی کی طاقت نہ رکھتے تھے۔

مزید تائیدات

مذکورہ بالا تقریر حضرت خواجہ حافظ عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زبان مبارک سے مؤلف سن چکا تھا اس کے بعد تمہیدات حضرت عین القضاۃ ہمدانی نظر سے گزری اس میں بھی اُم (ماں) سے اُم الانوار ہی مراد لی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ حضرت عین القضاۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ام الانوار نور ذات مطلق ہے اور خواجہ عبدالخالق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کو نورِ محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تعبیر کیا ہے اگرچہ حقیقتاً اس میں کوئی فرق نہیں ہے جیسا کہ ذیل میں دو آیاتِ قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے:۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (الآیۃ) (النساء:۴/۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا (کنزالایمان)

وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ (الآیۃ) (الانفال:۸/۱۷)

اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی (کنزالایمان)

عذر قبول

عین القضاۃ ہمدانی تمہید باب ثانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حقیقت کو دیکھ لیا تھا اس لئے آپ کی صورتِ ظاہر کو دیکھنے کا قصد نہ کیا کیونکہ جب صورت واقعی کے دیکھنے سے مطلب پورا ہوجاتا ہے تو پھر صورتِ ظاہری آپ ہی حجاب ہوگی۔ (لطائف نفیسہ)

جواب غافلاں

جنہوں نے ماں کی خدمت کے عذر کو بیان کیا ہے وہ نہیں جانتے کہ ماں سے مراد اُم الانوار ہے۔ وعندہٗ ام الکتاب (اور اس کے پاس حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تھی) اور جب آپ کے پاس حقیقی ام موجود تھی تو اس کو چھوڑ کر کس طرح جاسکتے تھے کیونکہ وہ اصلی ام (ماں) کو صورتاً دیکھتے تھے جو حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خود بھی تھے (یعنی ظاہری بشریت) یہ تحقیق مسئلہ وحدۃ الوجود سمجھے بغیر سمجھ نہ آئے گی۔

عشق مجازی و حقیقی

جب مجنون سے لوگوں نے کہا کہ لیلٰی آئی ہے تو مجنون نے کہا کہ میں خود لیلٰی ہوں اور اپنا سر گریبان میں ڈال کر یہ اشارہ کیا کہ لیلٰی مجھ میں ہے اور میں خود لیلٰی میں ہوں اسطرح سے حضرت اویس رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی اصل اُم یعنی نورِ ذاتِ حق میں ایسے مستغرق اور مشغول رہتے تھے کہ ان کو کسی غیر کا خیال تک بھی نہ آسکتا تھا وہ اپنے آپ کو سب میں اور سب کے ساتھ پاتے تھے اور الآن کما کان

تن زجان و جان زتن مستور نیست لیک کسی را دیدنی دستور نیست

یعنی بدن (جسم) روح سے اور روح جسم سے چھپی ہوئی نہیں ہے لیکن اس کا دیکھنا کسی کا رواج نہیں۔

دلیل نقلی

تمہید ہمدانی میں بعض وہ احادیث بھی لکھی ہیں جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں آئی ہیں مثلاً

من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا یقیناً (اس نے) خدا کو دیکھا۔ [1]

یہ حدیث آپ پر صادق آتی ہے کیونکہ جب آپ حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مشاہدہ کرتے تھے تو آپ کو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورتِ ظاہری دیکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس لئے آپ کی زیارت سے معذور رہے۔

نکتہ

چونکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت اور آپ کی جملہ حرکات حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قالب میں پنہاں وجلوہ گر تھیں اور پھر حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا لباس خاص (خرقہ) جو آپ نے شبِ معراج زیب تن فرمایا تھا آپ کو بھیج کر شفاعت آپ کے پلہ سے باندھ دی تھی۔ یعنی شفاعتِ اُمت کیلئے حضرت خواجہ کو حکم دیا تھا۔ اسی لئے اسی ظاہری صورت کی طرف توجہ نہ رہی۔

ف...... تاج الاولیاء حضرت خواجہ عبدالخالق الحافظ اویسی حنفی قادری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تحقیق اس لئے بھی قابل اعتماد ہے کہ آپ سیّدنا ومرشدنا حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بلا واسطہ فیض یافتہ ہیں جہاں پر آپ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دیگر فیوض وبرکات سے سرفراز ہوئے ممکن ہے کہ یہ بھی آپ نے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیا ہو کہ ماں کی خدمت کا کیا معنی جبکہ آپ زیارتِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جیسی نعمتِ عظمٰی سے باز رہے۔

---

[1] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۶۹۹۷ پر کتاب (۹۲) التعبیر، باب (۱۰) من رای النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی المنام میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۲۲۶۷ پر کتاب (۴۲) الرؤیا، کتاب (۱) قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: من رآنی الخ میں نقل کیا۔

خلاصة التقریر

سیّدی حافظ پیر عبدالخالق صاحب اویسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ماں سے مراد حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبھا السلام ہے جس کا دوسرا نام اُم الانوار ہے چونکہ سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی اُم الانوار، حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبھا السلام کے مشاہدہ میں مصروف تھے۔ تو پھر ظاہری بشریت کی طرف کیسے آسکتے تھے جبکہ خود یہی شکل بشری اسی حقیقت کی تابع تھی بلکہ یہی شکل اس حقیقت کی متلاشی تھی چنانچہ مروی ہے:۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

و اشوقاہ الیٰ لقاء اخوانی یعنی مجھے اپنے بھائیوں کے دیکھنے کا شوق ہے۔

فرماتے ہوئے بند قبا کھول کر کہتے ہیں:۔

انی لا جد نفس الرحمٰن من قبل الیمن یعنی بے شک میں رحمٰن کی خوشبو یمن سے ہی پاتا ہوں۔

بوئے جانان می آید از سوئے یمن　　　از دم جان پرور اُویس قرن

فیصلہ حق

ہمارے پیرانِ پیر خواجہ حافظ عبدالخالق قدس سرہٗ کی تقریر نہایت نفیس ہے ایک طرف تو مسئلہ حل کر دیا دوسری طرف انی لا جد والی حدیث کی تصدیق ہوئی، تیسرے یہ کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ کا ہر وہ عمل جو عوام کی نظروں میں ادنیٰ محسوس ہوتا ہے وہ درحقیقت اعلیٰ ہوتا ہے۔ (فتأمل)

فلہٰذا اہلِ علم کو چاہیے کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ کے کسی عمل پر اعتراض نہ کریں۔

حوالہ جات

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شام کو روزانہ شہر سے باہر تشریف لے جا کر یمن کی طرف رُخ مبارک کر کے قبا اقدس کے بند کھول کر فرماتے، انی لا جد نفس الرحمٰن من قبل الیمن پھر آپ پر ایک عجیب و غریب کیفیت طاری ہو جاتی ایسا استغراق ہو جاتا کہ اپنا سر اقدس کسی صحابی کے زانو پر رکھ کر محو حق ہو جاتے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس الرحمٰن سے مراد سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور چونکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو عالی مرتبہ جانتے تھے اسی لئے آپ کی شان میں فرماتے ہیں ع

ہر ملک حیران حسن روئے تو

ہر فرشتہ آپ کے چہرہ انور کے حسن پر حیران ہے۔

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شتربان (مراد سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ) کے سینۂ سوختہ سے ایک ایسی لطیف ہوا چلی کہ جس سے فرشتے بھی بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سبب پوچھا، آپ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، انی لا جد نفس الرحمٰن من قبل الیمن۔

خلاصۂ بحث

اہلِ حق کا طریقہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معنوی طریقہ کیلئے کسوٹی ہے چونکہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لباس میں ان کا اصل (حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شب و روز بسا رہتا تھا اسی لئے بروایتِ مشہور ہے کہ ان کے لباس سے اکثر اعجاز مصطفوی سرزد ہوتے رہتے تھے حالانکہ بروایت مشہور آپ زیارتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بظاہر مشرف نہیں ہوئے تھے اور بمصداق ۔

پیش ہمہ عاقلاں ایں رعنائی بہ　　در رہِ ما سودائے سودائی بہ

تمام عاقلوں کے سامنے یہ خوبصورتی بہتر ہے کہ ہماری راہ فکر کا سودا بہتر ہے۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کی جھلک

مقام تعجب اور حیرت ہے کہ یار بغل میں محو خواب ہے اور محبوب کی آنکھوں کے سامنے در پردہ بیدار اور باہر سے سینکڑوں صدائیں، شورش فراق کی چلی آرہی ہیں اور ہزاروں نالہائے سوزش اشتیاق سنائی دے رہے ہیں کبھی شوق میں یہ کہہ رہے ہیں کہ

و اشوقاہ الیٰ لقاء اخوانی یعنی مجھے اپنے بھائیوں کے دیکھنے کا شوق ہے۔

بوئی جانان می آیداز سوئے یمن　　از دم جاں پرور دلیں یمن

بوالعجیاں خلقت حیران اور ایک عالم سرگردان ہے کوئی نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے یہ بوالعجیاں اور دیوانگیاں سب عشق کی ہیں اور ان کو عاشق ہی جانتے ہیں عاقل نہ ہی دیوانوں کو پہچانتے ہیں نہ عقلمندوں کو دیوانے۔

عاشقاں را درد و بدنامی خوش است　　عاشقاں را سوز و ناکامی خوش است

عشق والے دُکھ اور بدنامی میں بھی خوش ہیں، عشق والے درد اور ناکامی میں بھی خوش ہیں۔

حاضری کی کوشش

سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے بارہا کوشش فرمائی لیکن زیارت نہ ہوسکی، آپ کی زیارت کے واقعات متعدد کتب میں موجود ہیں کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربارِ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں حاضری دی لیکن زیارت قدرت کو منظور نہ تھی اس لئے نہ ہوسکی۔

خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ پاک میں

مجالس المؤمنین میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کیلئے اپنی والدہ سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت تو دے دی مگر یہ کہہ دیا کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوں تو وہاں توقف نہ کرنا فوراً لوٹ آنا چنانچہ آپ روانہ ہوکر جب مدینہ شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درِ دولت پر تشریف فرما نہیں ہیں آپ نے انتظار نہ کیا بلکہ فوراً ہی واپس تشریف لے آئے اپنی والدہ کی خدمت میں۔ جب حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو وہاں ایک ایسا نور تھا جو اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ دریافت فرمایا کیا کوئی یہاں آیا تھا عرض کیا کہ ہاں یمن سے ایک شتربان اُویس نامی آپ سے ملنے آیا تھا اور آپ کو سلام عرض کر گیا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ نور اُویس ہی کا ہے جس کو وہ یہاں بطورِ ہدیہ چھوڑ گیا ہے۔

حجرۂ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر اُویس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حاضری

بحرالرموز ملفوظات شاہ جلال الدین محمود اویسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مصنفہ حضرت شیخ محمود قدس سرہٗ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی والدہ نابینا اور ضعیفہ تھیں اور آپ ان کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اور چونکہ شریعت میں ماں کی اِطاعت کرنے کا حکم صراحتاً موجود ہے اسی طرح آپ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں نہ پہنچ سکے ہمیشہ اپنی والدہ سے اجازت مانگا کرتے تھے مگر وہ اجازت نہ دیتی تھیں بالآخر ایک دن آپ نے اپنی والدہ سے صِرف چند لمحات کی اجازت طلب کی، انہوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ اگر حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم گھر پر نہ ہوں تو واپس چلے آنا، وہاں ٹھہرنا نہیں۔ چنانچہ آپ مدینہ منورہ میں وارد ہوتے ہی کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوئے اتفاق کی بات تھی کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس وقت گھر پر نہ تھے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا کہ کب واپس آئیں گے؟ آپ نے فرمایا، شاید ظہر تک واپس تشریف لائیں عرض کی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے میرا اسلام عرض کرنا۔ اپنی والدہ ماجدہ کے فرمان کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا انتظار کیے بغیر واپس لوٹ آئے اور جب حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو وہاں ایک ایسا نور دیکھا کہ جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے دریافت فرمایا، یہاں کون آیا تھا؟ انہوں نے فرمایا، ایک شتربان تھا سلام کہہ کر واپس چلا گیا۔ یہ سن کر حضورِ پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، تحقیق یہ نور (خواجہ) اُویس قرنی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا ہے۔

مثنوی مولانا رومی علیہ الرحمۃ کا بیان

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اپنی مثنوی معنوی میں فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء مشہور ہیں اور بعض مستور بعض انبیاء کرام علیہم السلام ایسے مستور اولیاء کرام کی ملاقات کی آرزو رکھتے ہیں جیسے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ ہے۔

بلکہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا فرمایا کرتے ہیں، واشوقاہ الیٰ اخوانی بلکہ مقرب الٰہی کی اس دعائے شوقِ ملاقات کی مقبولیت کا بارگاہِ الٰہی سے آپ کو القا ہوتا تھا کہ خاصانِ الٰہی میں سے کسی کی ان کو ضرور ملاقات ہوگی۔ اسی لئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمادیا تھا کہ خاصان خدا میں سے ایک شخص ضرور ہمارے گھر میں آئے گا اگر میں اتفاقاً گھر میں موجود نہ ہوا تو تم اس نیک مہمان سے نہایت عزت واحترام سے پیش آنا اور ان کو میرے آنے تک باعزت بٹھانا اور اگر وہ میرا انتظار نہ کرسکیں تو ان کا حلیہ ضرور یاد رکھنا کیونکہ ان کی زیارت کرنے اور حلیہ یاد رکھنے میں سعادت اُخروی ہے۔

چنانچہ ایک روز ایسا ہی ہوا کہ ایک مقرب الٰہی یعنی حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا، حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں مصروفِ نماز تھے اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی عزت وتکریم کرتے ہوئے فرمایا، آپ اندر تشریف لے آیئے تاکہ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوسکوں آپ نے فرمایا میں اندر نہیں آسکتا حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض کردینا بس اتنا کہہ کر آپ واپس لوٹ آئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کا تشریف لانا بیان کیا اور آپ کا سلام عرض کیا اور آپ کا جو حلیہ شریف بیان فرمایا ہے اسے مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح نظم فرمایا ہے ؎

عائشہ چوں بگفت حلیہ او — اشک از چشم رواں شد چوں او
مصطفیٰ گشت از خوشی را بیہوش — ہمچو دریا در آمد اندر جوش
از چناں بیہوش جو باز آمد — قطرہ اش بحرے ز راز آمد
برز بانش روانہ گشت اسرار — مستمع شوق شد و زاں انوار

☆ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب حلیہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک سے آنسو جاری ہوگئے۔

☆ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشی سے دریا کی طرح آنسو بہا رہے تھے اسی حالت میں آپ پر غشی طاری ہوگئی۔

☆ جب اِفاقہ ہوا تو آپ سے اسرار و رموز کی باتیں سننے میں آئیں۔

☆ آپ کی زبان سے اسرار جاری ہوئے اور اپنے عاشق کی باتیں سننے کے مشتاق ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حاضری

ایک روایت میں ہے سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کا علم نہ تھا مدینہ شریف پہنچنے پر وصال کا علم ہوا تو سنتے ہی بیہوش ہو گئے اسی حالت میں آپ کو وطن واپس پہنچایا گیا۔ان حالات کے پیش نظر آپ کی غیر حاضری کا عذر معقول ہے اسی لئے آپ پر اعتراض نہیں ہوسکا کہ آپ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو صحابیت کا مرتبہ پاتے لیکن نہ پاسکے اسکے وجوہ بطریق اتم فقیر نے عرض کر دیئے۔

﴿۵﴾ غیر حاضری کی خصوصی وجہ

اللہ تعالیٰ کو سلسلۂ اویسیہ کا اجزاء مطلوب تھا اس میں یہ شرف مقدر تھی کہ مرید، مرشد کی زیارت کئے بغیر فیضیاب ہو اسی لئے سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسیار جدو جہد (بے انتہا کوشش) کے باوجود ظاہری زیارت سے مشرف نہ ہوسکے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مولیٰ عزّ وجل کو سلسلۂ اویسیہ کتنا مرغوب ومحبوب ہے وہ مالک وبے نیاز ہوکر وسائل واسباب سے منزہ ومقدس ہے لیکن خصوصیت سے اسی سلسلہ کے وہی اسباب بنائے جو وہ خود چاہتا تھا۔اس سے اندازہ لگایئے کہ یہ سلسلہ دوسرے سلاسل کی بہ نسبت کتنا بلند قدر ہے۔آخر میں چند فضائل عرض کردوں۔

فضائل از مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کل کائنات بلکہ خلاق ہژدہ عالم (اٹھارہ ہزار عالم کا پیدا کرنے والا) جن کا مدح سرا ہے اسی ممدوح خالق ومخلوق نے ہمارے خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح سرائی فرمائی ہے۔

یاد رہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے آپ کے عظمت وشان میں جن احادیث وروایات کو اپنی کتاب جمع الجوامع میں بیان کیا ہے انہی کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے شرح مشکوٰۃ (مسمّٰی باشعۃ اللمعات) کے آخری باب تذکرۂ یمن وشام کے تحت اور ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالہ المعدن العدنی میں نقل کیا ہے ہم ان کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔

احادیثِ مبارکہ

(۱) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، ان رجلا یا تیکم من الیمن، یقال لہ: اویس، لا یدع بالیمن غیر ام لہ قد کان بہ بیاض۔ فدعا اللہ فذھبہ عنہ۔ الا موضع الدینار او الدرھم، فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم یعنی بے شک ایک شخص تمہارے پاس یمن سے آئے گا انہیں اُویس کہا جائے گا، یمن میں اسے صرف اس کی ماں (کی خدمت) روکے ہوئے ہے، اسے برص کی بیماری تھی تو اس نے اللہ عزّ وجل سے دعا مانگی، پس اللہ عزّ وجل نے اس سے وہ بیماری دُور فرمادی، صرف ایک دِینار یا دِرہم کی جگہ باقی رہ گئی، تم میں سے جس کی ملاقات اس سے ہوجائے تو ان سے دعائے مغفرت کی گذارش کرے۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، ان خیر التابعین یقال لہ: اویس یعنی بے شک تابعین میں سے بہترین ایک شخص ہے جسے اُویس (قرنی) کہا جاتا ہے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، ولہ والدۃ ھو بھابر۔ لو اقسم علی اللہ لا برہ، وکان بہِ بیاض فمروہ فلیستغفر لکم یعنی اور اس کی والدہ ہے کہ وہ ان کے ساتھ بہت حسن سلوک کرتا ہے اگر وہ (کسی بات پر) اللہ عزّ وجل کی قسم کھائے تو اللہ عزّ وجل اس کی قسم پوری فرماتا ہے۔ اس کے بدن پر ایک سفید داغ ہے تو تم ان سے گذارش کرو کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

(٤) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، خلیلی من ھٰذہ الامۃ اویس القرنی یعنی اس اُمت میں میرا دوست اُویس قرنی ہے۔

---

۱ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب (۴۴) فضائل الصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم، باب (۵۵) من فضائل اویس القرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں حدیث نمبر: ۲۲۳۔(۲۵۴۲) پر نقل کیا ہے۔

۲ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سابقہ حدیث کے بعد ہی حدیث نمبر: ۲۲۴۔(۲۵۴۲) پر نقل فرمایا ہے اور امام حاکم نے اپنی مستدرک میں حدیث نمبر: ۵۷۲۰ پر نقل کیا ہے (۳/۴۵٦)۔

۳ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سابقہ حدیث کے بعد حدیث نمبر: ۲۲۵۔(۲۵۴۲) پر نقل فرمایا ہے اور امام حاکم نے مستدرک میں حدیث نمبر: ۵۷۱۹ پر (۳/۴۵٦) نقل فرمایا اور بزّاز نے اپنی مسند میں حدیث نمبر: ۳۴۲ پر (۱/۴۷۹) نقل فرمایا۔

۴ اس حدیث کو ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ میں (٦/۱٦۳) نقل کیا ہے۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ان من أمتی من لا یستطیع ان یاتی مسجده او مصلاه من العری یحجزه ایمانه ان یسال الناس مهم: اویس القرنی، و فرات بن حیان یعنی میری اُمت میں بعض ایسے (لوگ) بھی ہیں جو برہنہ رہنے کے سبب مسجد میں نہیں آسکتے، ان کا ایمان انہیں لوگوں سے سوال کرنے نہیں دیتا۔ انہی میں سے اُویس قرنی اور فرات بن حیان ہیں۔

(٦) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سیکون فی أمتی رجل یقال له اویس بن عبد الله القرنی و ان شفاعته فی أمتی مثل ربیعة و مضر یعنی میری اُمت میں عنقریب ایک شخص ہوگا جنہیں اُویس بن عبداللہ قرنی کہا جائیگا ان کی شفاعت سے میری اُمت میں سے ربیعہ اور مضر (قبیلے) کے آدمیوں کے برابر لوگوں کو اللہ عزّ وجل بخش دے گا۔

(۷) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، انه سیکون فی التابعین رجل من قرن یقال له: أویس بن عامر، یخرج به وضح فیدعو الله ان یذهبه فیذهبه عنه فیقول: اللّٰهم دع لی فی جسدی ما اذکر به نعمتك علی فیدع له منه ما یذکر به نعمه علیه فمن ادرکه منکم فاستطاع ان یستغفرله فلیستغفرله یعنی بے شک عنقریب تابعین میں ایک شخص ہوگا قرن کا رہنے والا، جنہیں اُویس بن عامر کہا جائے گا، ان کے بدن پر سفید داغ پیدا ہوں گے اور وہ اللہ عزّ وجل سے دعا مانگیں گے کہ (اے اللہ عزّ وجل)! میرے بدن سے یہ داغ دُور فرما دے، لیکن ایک نشان باقی رہ جائے، جس سے میں تیری نعمتوں کو یاد رکھوں تو اللہ عزّ وجل ان کی دعا سے ایک جگہ داغ رہنے دے گا تو تم میں سے جو اس سے مل کر (اپنے لئے) دعائے مغفرت کرواسکے تو ضرور دعائے مغفرت کروائے۔

(۸) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یدخل الجنة بشفاعة رجل من أمتی اکثر من ربیعة و مضر۔ قال الحسن: هو أویس القرنی یعنی میری اُمت کے ایک شخص کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر (قبیلے) سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ امام حسن (بصری) نے فرمایا، یہ حضرت اُویس قرنی ہیں۔

---

۱ اس حدیث کو امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں (۲/۸۴) نقل فرمایا ہے اور امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں (۴/۳۰) نقل فرمایا ہے۔

۲ اس حدیث کو امام ابن عدی نے الکامل میں (۷/۷۰) نقل کیا ہے۔

۳ اس حدیث کو امام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں حدیث نمبر: ۲۱۲ پر (۱/۱۸۸) نقل فرمایا ہے۔

۴ اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حدیث نمبر: ۳۲۳۴۳ پر (۶/۳۹۷) نقل فرمایا ہے۔

نوٹ

ایسے باکمال بزرگ پر بدگمانی کرنا اپنا انجام برباد کرنا ہے اسی لئے لازم ہے کہ فقیر کے بیان کردہ دلائل سامنے رکھ کر ایمان کی تازگی حاصل کیجئے اگر یہ دلائل غیر مکتفی ہیں تو توقف میں بھلائی ہے۔

و ما علینا الا البلاغ المبین

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان